اُردو ڈرامے کا المیہ

شاہد نواز، لیکچرر شعبۂ اُردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

Abstract

Drama is one of the most primitive literary genres, and it was played in almost every culture. Although it got its currency in Greece, and it took its proper modern form there, but the Indian Natak (Indian form of Drama) has its own distinctive features. The real difference between Greek play and Indian Natak lies in their technique and essence. The base of Greek play is Plot (Tragedy), whereas the core of Natak is dance and music. In our opinion Urdu drama has been evolved from Natak, but Urdu critics have analyzed it in the light of Greek principles. And owing to this fact they conclude that Urdu drama is below par. In this essay I argue that, for better understanding and analysis of Urdu drama, it should be analyzed in light of Indian legacy.

اُردو ڈرامے کی تنقید کی بنیادیں یونانی ڈرامے کے تنقیدی اصولوں پر مبنی ہیں۔ جب کہ اُردو ڈراما اپنی روح کے اعتبار سے قدیم ہندوستانی ڈرامے (ناٹک) کا پیش خیمہ ہے اور یونانی ڈرامے اور ناٹک کے درمیان واضح اور اصولی فرق موجود ہیں۔ لہٰذا اُردو ڈرامے کو یونانی یا مغربی ڈرامے کے اصولوں کے تحت پرکھنے سے اُردو ڈرامے کے درست معائر سامنے نہیں لائے جا سکتے۔ اُردو میں ڈرامے کے بیشتر ناقدین نے اس کی پرکھ کے لیے یہی طریقہ اپنایا ہے اور ہمارے خیال میں غلطی کا شکا ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی حوالے سے بحث کرنا مقصود ہے۔ اس مقالے میں جن نکات پر بحث ہوگی وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ڈراما کیا ہے اور کس طرح معرض وجود میں آیا۔
۲۔ یونانی ڈرامے کے متعلق مختصر بحث
۳۔ ہندوستانی ڈرامے کے متعلق مختصر بحث
۴۔ اُردو ڈرامے کا درست ماخذ
۵۔ ڈرامے کو پرکھنے کے ہمارں ہاں رائج تنقیدی اصول
۶۔ محاکمہ ونتائج

ڈراما' ڈراؤ سے مشتق ہے اور جس کا مطلب عمل کر کے دکھانا ہے۔ ڈراما کی ابتدائی حالت منظوم تھی اور بعض اوقات اسے شاعری کی صنف سمجھا گیا۔مگر بعد ازاں یہ اتنی اہمیت اختیار کر گیا کہ الگ شکل اختیار کر کے صنفِ ادب ٹھہرا۔ اسی وجہ سے ڈرامے کو دیگر اصناف ادب سے ایک انفرادیت حاصل ہے کہ یہ صنف ادب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ دُنیا کی تمام تہذیبوں اور ادوار میں جہاں کہیں ڈرامے کا وجود پایا جاتا ہے' وہاں پر ڈراما کر کے دکھایا جاتا ہے۔ ڈرامے کا لفظ ہندوستان کے علاوہ تمام تہذیبوں میں رائج رہا ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ڈرامے کے متبادل کے طور پر ناٹک کا لفظ رائج رہا ہے۔ ناٹک کا لفظ نٹ سے نکلا ہے۔ اس حوالے سے اقتباس دیکھیے:

''نٹ پراکرت کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ناچنے اور ایکٹ کرنے والے کے ہیں۔ نٹ سے ناٹک مشتق ہے۔ نٹ اس ناچ کو بھی کہتے ہیں جس میں تبادلے اور حرکات وسکنات سے کام لیا جائے'' ۔[۱]

اگرچہ اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ناٹک ادب کی قدیم شکل ہے۔ ڈرامے کے آغاز کے بارے میں محققین کی دلچسپ آراء موجود ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ڈرامے کا آغاز اُن تہذیبوں سے ہوا جہاں صنم پرستی کا رواج تھا اور ڈرامے کی ابتدائی شکلیں یا تو دیوی دیوتاؤں کے حضور سوانگ بھرنے تک تھی' یا پھر ان دیوی دیوتاؤں کے سالانہ تہواروں پر ناچ گانے تک۔ بعض ناقدین ڈرامے کی ابتداء نقالی کے جذبے اور شعور کو بھی قرار دیتے ہیں۔ اس حوالے سے چند آراء ملاحظ ہوں:

''محققین کی رائے ہے کہ باقاعدہ ایجاد سے پہلے اہل یونان کی طبائع میں ڈراما کا عنصر موجود تھا اور اس کی شہادت ان مذہبی رسوم سے ملتی ہے جنہیں اسرار برزخ کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی پوجا تھی۔ جس میں پوجاری ڈیمٹر اور سیرس نامی دو دیوتاؤں کے معجزات اور سوانح حیات کا بہروپ بھر کر بیان کرتے'' ۔[۲]

''جن مذاہب میں اصنام پرستی کا زیادہ رواج تھا۔ وہاں ڈراما کو جنم لینے میں فطری سہولتیں مہیا ہوئیں۔ یونانیوں اور ہندوؤں کی دیو مالا کی ٹکر کی دیو مالا آج تک تاریخ نہیں بتا سکی اور تاریخ ادبیات شاہد ہے کہ یونانی اور سنسکرت زبانوں میں ڈراما نے جس طرح ترقی کی' اس کی جگہ دوسری نہیں مل سکتی'' ۔[۳]

درج بالا حوالوں کے علاوہ جہاں کہیں بھی ڈرامے پر تحقیق وتنقید کا کام ہوا ہے' وہاں پر ڈرامے کے آغاز کے حوالے سے اسی طرح کے بیانات ملتے ہیں۔ ان تمام حوالوں سے ظاہر ہے کہ ڈرامے کا آغاز دیوی دیوتاؤں سے کسی نہ کسی طرح جُڑ جاتا ہے۔

بعض ناقدین ڈرامے کے آغاز کو رقص سے جوڑتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سے مذاہب میں رقص کو مذہبی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر اسلم قریشی ''برصغیر کا ڈراما میں رقمطراز ہیں:

''موسیقی کی قدامت کا سراغ بھی ناچ کی حرکات اور جسم کے پیچ وخم کے ہمراہ قدموں کی

تھاپ، ہاتھ کی تال، جھانجھروں کی جھنکار اور ڈھول پر چھڑیوں کی متناسب ضربوں سے پیدا ہونے والی آوازوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح شاعری کے موزوں ارکان بھی اسی سے پروان چڑھتے ہیں۔ ناٹک کے فن کی ابتداء کا سراغ بھی ناچ ہی میں ملتا ہے۔ ناچ کی طرح ناٹک میں بھی عمل کو مرکز ومحور کی حیثیت حاصل ہے''۔۴

گویا ڈراما ہو یا ناٹک رقص، سوانگ یا نقالی اس کی ابتداء کے اہم ترین سرچشمے ہیں۔

جس طرح ہندوستانی اور یونانی ڈراموں کے آغاز کے حوالے سے کئی مماثلتیں موجود ہیں۔ اسی طرح بہت سے تضادات بھی موجود ہیں۔ یونانی ڈرامے کا اول وآخر کہانی ہے۔ یونانی ڈرامے میں قصے کو جو اہمیت حاصل ہے وہ باقی ارکان ڈراما کو نہیں۔ حتیٰ کہ ارسطو نے بھی قصے کو ڈرامے کا سب سے اہم جزو قرار دیا ہے۔ ارسطو ڈرامے (المیہ) کے عناصر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان عناصر میں سب سے زیادہ اہم واقعات کا مجموعہ، روئیداد ہے۔ کیونکہ ٹریجڈی انسانوں کی نقل نہیں ہے۔ زندگی کی راحت اور رنج کی نقل ہے۔ کیونکہ راحت عمل میں مضمر ہے اور وہ خیر مطلق جو زندگی کا مقصد خاص ہے، وہ بھی ایک طرح کا عمل ہی ہے، صفت نہیں''۔۵

اسی طرح یونانی ڈرامے کا آغاز بھی ہندوستانی ڈرامے کے آغاز سے قدرے مختلف ہے۔ پہلے یونانی ڈرامے کے متعلق مختصر بحث دیکھئے بعد ازاں ہندوستانی ڈرامے پر بات ہوگی۔

یونانی ڈرامے کا آغاز بہار یہ موسم میں دیوی، دیوتاؤں کے حضور سالانہ اکٹھ کے موقع پر لوگوں کے گیتوں، رقص اور قربانی سے ہوتا ہے۔ خصوصاً قربانی سے یونانی المیہ جنم لیتا ہے۔ اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''چند اشخاص جن کی تعداد پچاس کے قریب ہوتی تھی باکس (شراب کا دیوتا) کے حواری بنتے تھے، اور بکرے کی کھالیں اوڑھ کر گاتے بجاتے قربان گاہ کا طواف کرتے تھے۔ اس سے فارغ ہو کر ایک بکرا قربانی دیا جاتا تھا اس قربانی کے بکرے اور کھالوں کے ملبوس کی نسبت سے ان گیتوں کو ٹریجڈی یعنی بکرے کا گیت کہتے تھے۔ اسی طرح باکس پوجا سے ٹریجڈی نے جنم لیا۔''۶

اس طرح یونانی ڈرامے میں المیہ نے جنم لیا۔ بعد ازاں اسی المیہ سے دُنیا بھر کے ڈرامائی ادب میں اثرات بھی لیے گئے۔ المیہ کو یونان میں جو حیثیت حاصل رہی ہو کسی اور جگہ نہیں ملی۔ حتیٰ کہ ارسطو سمیت یونان کے تمام بڑے ناقدین المیہ کو ہی اصل ڈرامہ قرار دیتے ہیں۔ اور اسی المیہ کے اصول بھی وضع کیے گئے اور انہیں اصولوں پر زیادہ بحث بھی کی گئی۔ یونانی ڈرامے کی اقسام میں المیہ، طربیہ اہمیت کی حامل ہیں۔ اسی طرح یونانی ڈرامے کے اجزاء میں پلاٹ، کردار، زبان، آرائش سٹیج اور موسیقی لازمی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر ان میں پلاٹ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح یونانی ڈرامے میں وحدت ثلاثہ (وحدت زماں، مکاں، عمل) کی بھی بہت بحثیں ہیں اور ارسطو نے بھی وحدت ثلاثہ کو ڈرامے خصوصاً المیہ کا لازم قرار دیا ہے۔ بعض حوالوں سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ یونانی ڈرامے اور

یونانی ڈرامے کی تنقید میں ایک بُعد خاص پایا جاتا ہے۔خصوصاً ارسطو نے جن خصوصیات المیہ کا بیان کیا ہے۔ اکثر یونانی المیہ ان خصوصیات سے مالا مال نہیں ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر اسلم قریشی کی رائے دیکھئے:

''یہ کہنا غلط ہے کہ ارسطو نے محض یونانی ڈراما نگاروں کے نمونوں اوران کے طریق کار کو مرتب و مدون کیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یونانی ڈرامے کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور اُن عناصر پر زیادہ زور دیا ہے جو یونانی ڈراما نگاروں کے یہاں مفقود یا ناقص تھے''۔۷

غرض یہ کہ یونانی ڈراما بلاشبہ ڈرامائی ادب کی دُنیا میں اپنی اولیت اور معیار کی وجہ سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یونانی ڈرامے کی ایک شکل سنسکرت ڈراما یا آج کا اُردو ڈراما بھی ہے۔

جہاں تک قدیم ہندوستانی ڈرامے (سنسکرت) کی ابتداء اور ارتقاء کا مسئلہ ہے۔اس حوالے سے اُردو اور دیگر زبانوں کے ناقدین ڈراما بہت کثیر اور متنوع قسم کی آراء رکھتے ہیں۔سنسکرت ڈرامے کے آغاز سے متعلق تو تقریباً تمام ناقدین متفق ہیں۔ یہ دیوتاؤں کا تخلیق کردہ ہے۔اورانہوں نے اپنی بوریت دور کرنے اور زندگی میں کوئی رنگ بھرنے کے لیے مہا دیوتا سے اجتماعی خواہش کا اظہار کیا تو ان کو صلے کے طور پر ناٹک عطا کر دیا گیا ملاحظہ ہو یہ اقتباس:

''ایک دفعہ اِندر اور دوسرے دیوتاؤں نے مل کر سب سے بڑے دیوتا ''برمہا'' سے التجا کی کہ عالم بالا میں رہنے والے اپنی بے کاری کی زندگی سے عاجز آ چکے ہیں۔ان کی شان کے شایان کوئی تفریحی مشغلہ مہیا کیا جائے...... برمہا دیوتا نے ان کی استدعا منظور کر لی اور چاروں ویدوں کا عطر نکال کر ایک ایک پانچواں وید تخلیق کیا جس کا نام ''ناٹیہ وید'' رکھا''۔۸

یوں قدیم ہندوستانی ناٹک کا آغاز ہوتا ہے۔گویا ہندوستانی ناٹک عالم بالا میں تخلیق ہو کر زمین والوں تک پہنچا۔اس لیے اس کی مقدس حیثیت بھی مُسلم ہے۔ناٹک کے آغاز کے حوالے سے ایک اور اقتباس دیکھئے۔جس میں چاروں ویدوں کے ملاپ سے کس طرح پانچواں وید برہما دیوتا مرتب کر رہے ہیں:

''برہما نے بحرِ فکر میں غوطہ لگایا اور نٹ وید کی شکل میں ایک دُرِ آبدار نکال لائے...... برہما نے رگ وید سے رقص، سام وید سے سرود، یجر وید سے حرکات وسکنات، اور اتھر وید سے اظہار جذبات کا طریق لے کر اس وید کو تیار کیا''۔۹

ناٹک کو زمین پر پیش کرنے کے لیے آسمانی حکم ایک رشی پر نازل ہوا۔اوراس نے باقی تمام فریضے سرانجام دیئے۔اگر قدیم ناٹک پر غور کیا جائے تو اس کے چار بنیادی اجزاء قرار پاتے ہیں۔ رقص، سرود، حرکات وسکنات، جذبات، پانچواں جز و زمینی ہے اور یہ اسٹیج ہے۔گویا ہندوستانی ڈرامے کے اجزائے ترکیبی یہی ہیں۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔خصوصاً اس بحث کے حوالے سے کہ سنسکرت ڈراما یونانی ڈرامے کا پیش خیمہ ہے۔ یاد رہے۔ دونوں تہذیبوں میں ڈرامے کے آغاز کے حوالے سے جو نظریات ہیں وہ ہی جداگانہ ہیں۔ ہندوستانی ناٹک براہ راست عالم بالا کا تحفہ ہے جبکہ یونانی ڈراما دیوتاؤں سے وابستہ تو ہے مگر وہ زمینی باشندوں کا اپنے دیوتاؤں کو ایک تحفہ ہے۔ یوں یہ کہانی معکوس ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ دوسرا اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ دونوں ڈراموں کے اجزاء ترکیبی میں بنیادی فرق ہے۔ یونانی

ڈرامے کی بنیاد قصہ/ پلاٹ ہے جبکہ ہندوستانی ڈرامے کا پہلا رکن رقص ہے۔ اور یہی اصل میں اس بحث کا نقط عروج ہے۔ ہندوستانی ڈرامے کے دو بنیادی حصے یا اقسام ہیں روپک اور اوراپ روپک مگر اصل حیثیت روپک اور روپک میں بھی ناٹک کو حاصل ہے۔ اسی طرح یونانی ڈرامے میں بنیادی حیثیت المیہ کو حاصل ہے۔ اب یہ بھی یاد رہے کہ المیہ کا مقصد عمومی لوگوں کا تزکیہ نفس ہوتا ہے جیسا کہ ارسطو نے کہا ہے:

> ''ٹریجڈی نقل ہے کسی ایسے عمل کی جو اہم اور مکمل ہو اور ایک مناسب عظمت (طوالت) رکھتا ہے۔ جو مزین زبان میں لکھی گئی ہو۔ جس سے مختلف حصوں میں مختلف ذریعوں سے حظ حاصل ہوتا ہے۔ جو دردمندی اور دہشت کے ذریعہ اثر کر کے ایسے ہیجانات کی صحت و اصلاح کرے''۔[۱۰]

جبکہ ناٹک کا مقصد دیوتاؤں کی بے عملی کو رنگین اور پر رونق بنانا تھا۔ اگر غور کیا جائے تو یونانی المیے کا ہیرو یا مرکزی کردار عموماً دیوتاؤں فطرت سے لڑتا یا کسی بڑے المیہ کا شکار ہوتا ہے اور ناظرین کے تزکیہ نفس کی وجہ بنتا ہے۔ جبکہ قدیم ناٹک میں ایسا جنگجو رویہ نظر نہیں آ تا بلکہ ایک رومانوی ماحول اور تقاضوں کے تحت ناٹک کو پیش کیا جاتا ہے۔ کالی داس کے شکنتلا کی مثال اس حوالے سے اہم ہے کہ عشق ومحبت ہی اس ڈرامے کی مرکزی کہانی ٹھہرتی ہے۔ اسی طرح یونانی ڈرامے میں اگرچہ موسیقی ایک اگن کے طور پر شامل ہے۔ مگر ناٹک کے تو پہلے دو بنیادی رکن ہی رقص و سرود ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہندوستان میں رقص مذہبی عبادت کا حصہ ہے اور ناچ دیوتا کو راضی کرنے کے لیے آج بھی رقص کی مذہبی اہمیت مُسلم ہے۔ بلا شُبہ رقص کے ساتھ گیت اُس ڈرامے کی کہانی کو آگے بڑھانے کا ذریعہ تھا۔ یہاں کہانی اس طرح ارتقاء پذیر نہیں ہوتی جس طرح یونانی ڈرامے میں۔ اور یہی بنیادی فرق ہے جو یونانی اور ہندوستانی ڈرامے کو الگ الگ سمت عطا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یونانی ڈرامے کو اوّلیت حاصل ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ جو ہندوستانی ڈرامے کو یونانی ڈرامے کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں، دلائل بھی دیتے ہیں اور بہت سی مماثلتیں بھی تلاش کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی مُسلم حقیقت ہے کہ دو تہذیبوں میں ایک ہی صنف کے اندر بہت سی مماثلتیں ہوسکتی ہیں۔ مگر اُن کی جداگانہ حیثیت اُن کے تضادات کی بنیاد پر ہوگی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اصناف ادب ایک دوسرے سے اثرات بھی لیتی ہیں۔ مگر یاد رہے اثرات لینا اور دو اصناف کا ایک جیسا ہو جانا بالکل متضاد کیفیت ہے۔ انہیں اثرات کے حوالے سے اسلم قریشی کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''یہ بات محقق ومسلم ہو جاتی ہے۔ کہ ہندوستانی ڈرامے پر یونانی اثرات کا خیال مطلقاً بے بنیاد ہے۔ ہندوستانی ڈرامے نے اپنے مخصوص حالات کے تحت عین فطری انداز میں نشوونما پائی ہے۔ اس نے کسی بندھے ٹکے کے اصول وضوابط کی پیروی کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور اپنی ضروریات اور مقتفیات کی بناء پر خود اپنے اصول وضع کیے ہیں''۔[۱۱]

ناٹک اور یونانی ڈرامے میں بہت سی مماثلتیں موجود ہونے کے باوجود ناٹک یونانی ڈرامے کی نقل نہیں ہے۔ ہندوستانی ڈرامے کی اپنی مخصوص ساخت ہے اور مزاجاً ہندوستانی ناٹک رومان انگیز ہے۔ اپنے اجزائے ترکیبی

کے لحاظ سے نرمی، ملائمت اور فطرت سے متصادم ہونے کی بجائے فطرت سے ہم آہنگ ہونے کی علامت ہے۔

ہمارے بیشتر ناقدین ڈراما کا المیہ یہ ہے کہ انہوں نے ہندوستانی ڈرامے کی پرکھ کے لیے یونانی ڈرامے کے اصولوں کو بنیاد بنایا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی ڈراما یونانی ڈرامے کے اصولوں پر تخلیق ہوا ہے اور یہیں سے وہ ہندوستانی ڈرامے کے معیار اور تخلیق سے عدم اطمینان کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یہ معاملہ تو بالکل یوں ہے کہ اُردو دان طبقہ غزل کے تنقیدی اصولوں کو انگریزی نظم پر منطبق کر کے پوری انگریزی شاعری کو غیر معیاری قرار دے دے۔ اس غلطی کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ اردو ڈرامے کی تنقید کا باقاعدہ آغاز اُس دور میں ہوا، جب ہندوستان پر برطانوی راج تھا۔ اور ناول اور افسانہ جیسی اصناف کا ظہور ہوا۔ یاران نکتہ داں یہ سمجھ بیٹھے کہ جس طرح اردو ناول اور افسانے کے سرچشمے مغربی ادب سے پھوٹتے ہیں، بالکل ڈرامے پر بھی یہ اصول صادق آتا ہے، مگر یہ محض غلط فہمی ہے۔ ویسے بھی اس دور میں مقامی چیز کو غیر معیاری کہنے کا رواج تھا۔ جہاں بیشتر ناقدین کا رویہ غلط فہمی پر استوار ہوا ہے وہیں ہر چند لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اردو ڈرامے کی بنیادوں کی تلاش بھی کی ہے اور حقائق سے پردہ بھی اٹھایا ہے۔ ڈرامے کے باقاعدہ ناقدین میں ڈاکٹر اسلم قریشی قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس حوالے سے محی الدین قادری زور نے بھی چونکا دینے والا کام کیا ہے۔ انہوں نے ''ناٹک ساگر'' کے مقدمہ میں دلائل کے ساتھ ہندوستانی ڈرامے کی انفرادیت اور قدامت کو نہ صرف موضوع بحث بنایا ہے بلکہ مختلف حوالوں سے ہندوستانی ڈراموں کے دیگر زبانوں کے ڈراموں پر اثرات کا جائزہ بھی لیا ہے۔

جو بحث ہندوستانی ناٹک اور یونانی ڈرامے کے حوالے سے ہے، بعینہٖ وہی بحث اُردو ڈرامے کے حوالے سے بھی ہے۔ بیشتر ناقدین کا خیال ہے کہ اُردو ڈراما بھی یونانی اور یورپی ڈرامے کا پیش خیمہ ہے۔ یہ ناقدین حضرات اسی طرح کی دلیلیں اور مماثلتیں پیش کرتے ہیں، جو اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اُردو ڈراما بظاہر یورپی اور یونانی ڈرامے کے زیر اثر نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ قدیم سنسکرت ناٹک کا ہی پیش خیمہ ہے۔ اس حوالے سے چند نکات قابل غور ہیں۔

اُردو زبان کا پہلا باقاعدہ ڈراما شکنتلا کا ترجمہ ہی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ ہے مگر یاد رہے کہ اس ڈرامے نے اردو ڈرامے کے مزاج کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بعد میں آنیوالے ڈراما نگاروں نے اس مزاج کو اپنایا ہے۔ وہ رہس ہوں یا اندرسبھائیں یا بعد میں تخلیق ہونے والے باقاعدہ اُردو ڈرامے بیشتر کا مزاج ناٹک کا ہے۔ اس حوالے سے صرف اسی ایک بات کا تذکرہ کافی ہے کہ آج تک اُردو ڈراما رقص وسرود سے مالا مال ہے۔ کوئی ڈراما رقص وسرود سے خالی نہیں ماسوائے ان ڈراموں کے کہ جن کو شعوری طور پر کسی وجہ کی بناء پر رقص وسرود سے عاری رکھا گیا۔ ہمارے یہاں بعض ڈراما نگاروں نے یونانی المیہ کی طرز پر المیہ لکھنے کی کوششیں بھی کیں اور ناقدین ڈراما نے ان کو کامیاب بھی قرار دیا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم مثال، انارکلی اور رستم وسہراب کی دی جاتی ہے، مگر یاد رہے کہ اس بات کا ذکر پہلے بھی ہو چکا کہ یونانی المیہ انسان کا دیوی دیوتاؤں یا فطرت کے ٹکراؤ سے جنم لیتا ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا دونوں ڈراموں میں ایسی کیفیت نہیں ہے۔ یہاں انسانی سازشیں اور انسانی لغزشیں ہی اس انجام کا باعث بنتی ہیں،

جس کو ہم المیہ کہہ دیتے ہیں۔ جبکہ ان ڈراموں کا انجام صرف المناک ہے۔ یونانی المیہ کا مجموعی تاثر المیے کا ہوتا ہے۔ یہ واضح فرق ہے‘ جو اردو کے بیشتر ناقدین ڈراما کو نظر نہیں آ تا۔ اردو ڈرامے کی جدید ترین شکل فلم کو بھی ذہن میں لائیں تو پتہ چلے گا کہ رقص وسرود یہاں بھی مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ اس بحث کے حوالے سے اردو کے ڈراموں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے کہ متن ہی بہترین دلیل ہوتا ہے۔ اسی متن کے اندر سے یہ آواز بار بار ہمارا منہ چڑاتی ہے کہ اردو ڈرامے کا تعلق ناٹک سے ہے۔ ہمارے ناقدین یونانی اصولوں کو اپنا کر جس طرح اردو ڈراموں پر اعتراض لگاتے ہیں‘ اس کی ایک مثال امانت لکھنوی کی اندر سبھا ہے اکثر ناقدین اِسے ڈرامے سے ہی خارج کر دیتے ہیں‘ ذرا وجوہات بھی ملاحظہ کریں۔

۱۔اس میں عمل کی کمی ہے۔　　۲۔کہانی کا عنصر نحیف ہے۔　　۳۔گانوں کی بھر مار ہے۔

۴۔مکالمات منظوم ہیں۔　　۵۔اس میں مافوق الفطرت عناصر ہیں۔

درست کہتے ہیں وہ تمام ناقدین جو یہ اعتراضات لگاتے ہیں اور اسے ڈرامے کے دائرے سے خارج کرتے ہیں۔ضرور کیجئے ایسا وہ خود اس دائرے میں نہیں رہنا چاہتا جس سے آپ اُسے خارج کرتے ہیں۔ یونانی ڈرامے کے دائرے سے کیوں کہ وہ تو اس دائرے کا حصہ ہی نہیں ہے۔ وہ ناٹک کے دائرے کا حصہ ہے۔

اسی طرز کی تنقید نے وہ المیہ جنم دیا ہے جو پہلے ہندوستانی ناٹک اور بعدازاں اُردو ڈرامے کے ساتھ یوں چپک گیا ہے کہ سِرے سے اُردو ڈرامے کا وجود ہی ختم ہو گیا ہے۔ اور وہ صنف جو دُنیا بھر کی زبانوں میں ادب سے بھی الگ ہو کر اپنی حیثیت منوا رہی ہے ہمارے ہاں پھکڑ پن اور ابتذال کی سطح کو چھو رہی ہے۔ اُردو ڈرامے کو از سرِ نو ہندوستانی ناٹک کے اصولوں کے تحت پرکھنے کی کوشش کیجئے اور دیکھئے کہ وہ عیوب جو اُردو ڈرامے کو کھا گئے وہی اس کے محاسن بن جائیں گے اور شاید اسی وجہ سے اُردو کا ادبی ڈراما از سرِ نو زندہ ہو جائے۔

حوالہ جات:

۱۔　ناٹک ساگر، یعنی دُنیائے ڈراما کی تاریخ، مرتبہ: نورالٰہی، محمد عمر، لاہور: مرکنٹائل پریس، شیخ مبارک علی، لوہاری دروازہ، دسمبر ۱۹۲۴ء، ص: ۳۱۳

۲۔　سید بادشاہ حسین حیدرآبادی، اُردو ڈراما نگاری، حیدرآباد دکن: شمس المطابع‘ مشین پریس، فروری ۱۹۳۵ء، ص: ۳

۳۔　ایضاً، ص: ۵

۴۔　اسلم قریشی، ڈاکٹر، برصغیر کا اُردو ڈراما، لاہور: مغربی پاکستانی اُردو اکیڈمی، بہ اشتراک، اسلام آباد: مقتدرہ

قومی زبان، طبع اوّل، جون ۱۹۸۷ء، ص: ۹

۵۔ بوطیقا، ارسطو، ترجمہ: عزیز احمد، لاہور: درد اکادمی، ۱۹۶۵ء، ص: ۵۶

۶۔ ناٹک ساگر، یعنی دُنیائے ڈراما کی تاریخ، ص: ۶

۷۔ اسلم قریشی، ڈاکٹر، برصغیر کا اُردو ڈراما، ص: ۱۷۷

۸۔ ایضاً، ص: ۳۹

۹۔ ناٹک ساگر، یعنی دُنیائے ڈراما کی تاریخ، ص: ۳۱۳

۱۰۔ بوطیقا، ص: ۵۶

۱۱۔ اسلم قریشی، ڈاکٹر، برصغیر کا اُردو ڈراما، ص: ۹۶